السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدیوں کو ’’ربناولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ‘‘ باآواز بلند کہنا مستحب وافضل ہے یا آہستہ کہنا بہتر ہے ؟ عام طور پر اہلحدیث اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ایک صحابی نے سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے پیچھے بلند آواز سے مذکورہ الفاظ کہے تو نماز کے بعد آنحضرت ﷺ کے پوچھنے پر جس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے تھے بتایا کہ انہوں نے یہ الفاظ کہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ۳۰ سے بھی زائد ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے کہ کون ان میں سے ان کلمات کو اجر وثواب اول لکھے ۔ ‘‘اس سے جو یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ یہ کلمات بلند آواز سے کہنا افضل ہے کیا یہ دلیل لینا صحیح ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر انصاف کے دامن کو تھام لیا جائے تو صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات مقتدیوں کو آہستہ کہنے چاہئیں البتہ اگر کسی نے کبھی بلند آواز سے بھی کہہ بھی دیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں دلیل یہ ہے کہ عام طور پر صحابہ کرام سب کے سب ربناولک الحمد الخ آہستہ کہا کرتے تھے جیسا کہ سوال میں مذکور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس صحابی کے ان کلمات کو بلند آواز سے کہنے پر آنحضرت ﷺ نے نماز کے بعد پوچھا تھا کہ :

((من المتکلم آنفا؟))

یہ کلمات کس نے کہے ہیں ؟ اگر پہلے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب کے سب یا اکثر کوئی ایک بھی یہ کلمات بلند آواز سے کہتا رہتا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ کیوں دریافت فرماتے ؟ جو بات عام ہوتی ہے اس کے متعلق تو یہ پوچھا نہیں جاتا کہ آپ میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں بہر حال اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ عام طور پر کوئی بھی یہ کلمات بلند آواز سے نہیں کہتا تھا اس لیے کسی نے یہ کلمات بلند آواز سے کہے تو آپ نے دریافت فرمایا :

اس طرح اس واقعہ کے بعد بھی پورے دفاتر احادیث میں ایک حدیث میں بھی ایسی وارد نہیں ہے کہ اس واقعہ کے بعد سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اکثر یہ کلمات بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا تھا بلکہ اس ایک واقعہ کے سوا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے کہنا ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں ہے ۔

ورنہ اگر ایسا ہوا ہوتا یعنی اس واقعہ کے بعد کسی ایک صحابی نے بھی یہ کلمات بلند آواز سے کہنا شروع کر دیئے تھے اور کرتا رہتا تھا تو ضرور صحیح یا حسن سند سے ہم تک یہ روایت منقول ہوتی روایات میں یہ تو آیا ہے بلکہ تابعین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جب امام سورة فاتحہ ختم کرتا تھا تو پیچھے مقتدی آمین اس زور سے کہتے تھے کہ مسجد گونج جاتی لیکن کسی تابعی نے یہ روایت بیان نہیں کی کہ ’’ربناولک الحمد‘‘ کے کلمات کہنے سے مسجد گونج جاتی تھی بلکہ کسی ایک صحابی سے بھی یہ روایت نہیں ہے کہ وہ امام کے پیچھے بلند آواز سے کہتا تھا کیا اس سے ایک منصف مزاج آدمی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ الفاظ بلند آواز سے کہنا نہ مستحب ہیں اور نہ ہی افضل کیونکہ جو بات افضل ہوگی اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی ہستیاں کیسے پیچھے رہ سکتی ہیں ؟ اس حدیث سے جو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ان کلمات کا ثواب واجر بہت ارفع واعلی تھا ، اور صحابی نے کچھ ایسے جزبہ سے یہ کلمات کہے تھے کہ اتنے سارے ملائکہ علیہم السلام اس کے اجر وثواب لکھنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خواہاں ہوئے ، باقی اس اجر وثواب کا تعلق جہرا یا سرا کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ورنہ اگر یہ ثواب واجر بلند آواز کے کہنے کی وجہ سے ہوتا آنحضرت ﷺ ضرور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ارشاد فرماتے کہ آئندہ تم بھی یہ کلمات بلند آواز سے کہا کرو یا وہ خود ہی جہر کہنے پر عمل پیرا ہو جاتے ، کیا یہ دلیل اظہر من الشمس نہیں ؟ ہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی کبھی جہرا کہہ بھی دے تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ نے ان کو اس جہر سے منع نہ فرمایا ۔ بہر حال مندوب وافضل یہ کلمات آہستہ کہنے ہیں ہاں اگر کوئی کبھی کبھار بلند آواز سے کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ، اگر کوئی صاحب اس واضح برہان کے بعد بھی اس پر مصر ہے کہ یہ کلمات بلند آواز سے کہنا مستحب وافضل ہیں تو پھر میں گزارش کروں گا کہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ :

آنحضرت ﷺ نماز پڑھا رہے تھے ایک آدمی آیا ، اس کا سانس پھولا ہوا تھا وہ صف میں داخل ہوا اور اللہ اکبر کہا اور استفتاح والی دعا کی جگہ یہ الفاظ بلند آواز سے کہے :

’’الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ‘‘

پھر جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو تین بار دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے تیسری بار جس نے یہ الفاظ کہے تھے بتایا کہ اس نے یہ کلمات کہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا : بیشک میں نے بارہ ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو لے کر اوپر جائے ، اب جو آدمی ان کلمات کو ان کے اس اجر وثواب یا فضیلت سے ان کے جہر کہنے کا فتوی دیتا ہے تو انہیں یہ بھی چاہئے کہ وہ یہ فتوی بھی دے کہ نماز میں یہ دعا استفتاح بھی بلند آواز سے کہنا مستحب وافضل ہے ۔ حالانکہ ایک اہلحدیث نے بھی آج تک یہ فتوی نہیں دیا ۔ فتدبروا!

اسی طرح ترمذی ، ابوداود اور سنن نسائی میں صحیح سند سے حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی مجھے چھینک آئی تو میں نے یہ کلمات کہے

’’الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی ‘‘

پھر جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تو سب خاموش پھر دوسری مرتبہ دریافت فرمایا پھر بھی کوئی نہ بولا پھر جب تیسری بار پوچھا تو رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہی ہوں یہ کلمات کہنے والا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تیس سے بھی اوپر ملائکہ علیہم السلام ان کلمات کو لینے میں جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو لے کر اوپر چڑھ جائے آسمان کی طرف۔

اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایک صحابی نے چھینک آنے پر یہ کلمات کہے اور ان کا اجر و ثواب اور فضیلت و بھلائی اللہ تعالی کے رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمائی کہ تیس سے بھی اوپر ملائکہ علیہم السلام ان کلمات کے اوپر لے جانے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے تو کیا یہ اہلحدیث صاحبان یہ فتوی بھی دیں گے کہ آئندہ جس کو نماز میں چھینک آئے تو وہ یہ کلمات اونچی آواز سے کہے کیونکہ ان کا اونچا کہنا مندوب و افضل ہے؟ اب تک کسی حضرت نے یہ فتوی نہیں دیا۔

یہ تین مختلف واقعات ہیں جن میں چند کلمات کو بلند آواز سے کہنے کا ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ثبوت ملتا ہے لیکن جہاں تک میرا مبلغ علم ہے تو مجھے تو متقدمین، محدثین اور شارحین حدیث میں سے کسی ایک کا بھی قول دیکھنے میں نہیں آیا کہ انہوں نے اس حدیث کے تحت یہ فرمایا ہو کہ ان الفاظ کو بلند آواز سے کہنا مستحب و افضل ہے۔ صرف آج کل کے اہلحدیثوں نے اس پر بلاوجہ زور دیا ہے حالانکہ جیسا اوپر گزارش کر آیا ہوں کہ ان احادیث سے صرف ان کلمات کے کہنے کی بھلائی اور فضیلت معلوم ہوتی ہے باقی سراپا جہرا کا ان میں کوئی پتہ نہیں نہ ہی اس کی طرف نفس حدیث میں کوئی اشارہ ہے ورنہ اس بھلائی کے حصول کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اولین حقدار تھے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 285

محدث فتویٰ